"معراجِ بیخودی"

(جنابِ فضا ابنِ فیضی)

نشاطِ حوصلۂ زندگی سے دور رہے
جنھیں ملا نہ ترا غم، خوشی سے دور رہے

ہنسی اک تبسمِ غم آفریں کی بات نہ پوچھ
جو گریہ بن نہ سکے اور ہنسی سے دور رہے

اِسی کو کہتے ہیں معراجِ بےخودی شاید
ترے قریب رہے اور تجھی سے دور رہے

بنامِ عشوہ و ناز و ادا ملے ہیں تجھے
وہ حادثے جو مری زندگی سے دور رہے

شعورِ غم سے ہے عرفانِ زندگی کو فروغ
خدا کرے تری دنیا خوشی سے دور رہے

مرے جنوں کی طرح صاحبِ نظر ٹھہرے
خرد اگر ہوسِ آگہی سے دور رہے

خود اپنے آپ سے بھی دور رہ کے دیکھ لیا
کہیں بھی ہم نہ غمِ زندگی سے دور رہے

مجھے ستم پہ بھی ہے اعتبارِ حسنِ کرم
یہ دلدہی کی ادا بے رخی سے دور رہے

زہے کرم مرے ایامِ غم کو دی تو نے
اک ایسی رات کہ جو چاندنی سے دور رہے

یہ اپنا اپنا مقدر ہے اپنا اپنا نصیب
کہ غم کسی سے مسرت کسی سے دور رہے

خمارِ تیرہ نصیبی اتر سکا نہ فضاؔ!
سحر ہوئی بھی تو ہم روشنی سے دور رہے